فیوضاتِ مظہرؒ

مسلک اہل سنت اور فسق یزید

افادات: قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرامؓ کے متبع سنی مسلمان ہیں نہ کہ یزیدی

عباسی صاحب لکھتے ہیں: علاوہ ازیں ہمیں تو ان اصحاب رسول خدا ﷺ کا موقف دیکھنا چاہیے جن سے ہمیں دین پہنچا ہے ان کے موقف کے خلاف بعد کا کوئی شخص اگر اپنا کوئی خیال ظاہر کرے تو اس کی کچھ قیمت نہیں۔ (حقیقت خلافت وملوکیت، ص ۳۹۱)

الجواب

بیشک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موقف کے خلاف بعد کے کسی شخص کے خیال کی کوئی قیمت نہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یزید اور حجاج کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا موقف کیا تھا؟ اور ان کے موقف کے متبع مسلمانان اہل سنت والجماعت ہیں یا دور حاضر کے حامیانِ یزید؟ اور یزید کے اہم واقعات کا تجزیہ حسب ذیل ہے۔

سانحہ کربلا

(۱) دور یزید کا پہلا سانحہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اعزہ کی شہادت ہے جس کا وقوع ۱۰ محرم ۶۱ھ کو ہوا باوجود اس کے کہ حضرت حسینؓ نے یزیدی گورنر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے تین شرطیں پیش کردی تھیں لیکن اس نے آپ کی کوئی شرط قبول نہ کی اور آخر کار یزیدی لشکر کے ذریعہ آپ کو اور آپ کے رفقائے کرام کو شہید کردیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ یہ جنگ صحابہ کرامؓ کے مابین نہ تھی۔ بلکہ ایک طرف جنت کے جوانوں کے سردار حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین تھے اور دوسری طرف کوفی اور یزیدی لشکر۔ اور کوئی ایک صحابی بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں شریک جنگ نہیں ہوا۔ تمام اہل سنت والجماعت اس جنگ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو برحق اور شہید

مانتے ہیں اور ابن زیاد اور یزید کو باطل پر۔ لیکن عباسی صاحب اور ان کے متبعین اس کے برعکس یزید اور ابن زیاد کو اسلام کا ہیرو قرار دیتے ہیں اور حضرت حسینؓ کے خلوص نیت کو بھی مجروح کرتے ہیں اور یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کوفہ کا گورنر ابن زیاد تھا۔ اور کوفیوں نے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، تو جو لوگ یزید کی حمایت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس بارے میں کسی درجہ میں بھی مذمت کرتے ہیں وہ کوفیوں کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ تو فرمایئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کا متبع کون ہے سنی یا یزیدی؟

جنگ حرہ

(۲) کربلا کے بعد جنگ حرہ ۶۳ھ میں واقع ہوئی ہے جس میں ایک طرف حضرت عبداللہ بن حنظلہ، حضرت عبداللہ بن مطیع، حضرت معقل بن سنان، محمد بن حزم انصاری اور بشیر بن ابی زید (طبقات ابن سعد جلد ۷، ص ۴۹) وغیرہ صحابہ کرامؓ تھے۔ اور دوسری طرف مسلم بن عقبہ کی قیادت میں یزیدی لشکر جس میں ایک بھی صحابی نہیں تھا جس نے اہل مدینہ کے مقابلہ میں جنگ کی ہو۔ اور حضرت انس صحابی اور حضرت زید بن ارقم صحابی بھی حرہ کے شہداء کے لیے رنجیدہ ہوئے تھے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ تو فرمایئے کہ صحابہ کرام کا متبع کون ہے۔ سنی یا یزیدی؟

محاصرہ مکہ

(۳) حرہ کے بعد یزیدی لشکر کے ایک کمانڈر حصین بن نمیر نے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کر کے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ صحابی کا محاصرہ کیا۔ پھر یزید کی موت کی اطلاع کے بعد یزیدی لشکر واپس چلا آیا۔ بلکہ حصین بن نمیر نے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی بیعت خلافت پر آمادگی ظاہر کی۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ صحابی اور حضرت ضحاک بن قیسؓ صحابی نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کی تحریک کی۔ بلکہ جناب مروان بھی حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ پھر ۷۳ھ میں عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں حجاج ظالم نے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کی اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو حرم مکہ میں شہید کر دیا۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کسی

صحابی نے حضرت ابن الزبیر ؓ پر فوج کشی نہیں کی نہ ہی کسی صحابی نے آپ کو قتل کیا ہے۔ اس قتل و قتال کے مرتکب یزیدی اور حجاجی لشکر تھے لیکن باوجود اس کے عباسی صاحب اور ان کے پیروکار یزید اور حجاج کی حمایت اور حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ صحابی اور آپ کے پیروکاروں کی مخالفت اور مذمت کرتے ہیں حالانکہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر کے فضائل بیان فرمائے۔ اور وہ حضرت ابن الزبیر ؓ کے کیوں نہ خیر خواہ ہوتے جبکہ ان کو حضور رحمت للعالمین ﷺ کی آغوش رحمت اور دعائے برکت نصیب ہوئی تھی۔ اور برعکس اس کے حضرت ابن عباس ؓ اور حضرت ابن عمر ؓ نے حرم میں قتال کرنے پر نکیر فرمائی۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے حجاج کو کذاب قرار دیا۔ لیکن باوجود اس کے عباسی اور ان کی پارٹی یزید و حجاج کے حامی ہیں اور حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کو مطعون کرتے ہیں۔ تو فرمایئے صحابہ کرام کے متبع کون ہیں سنی یا یزیدی؟

یزید، مسلم بن عقبہ اور حجاج نے حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کو ملحد اور فاسق قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود عباسی صاحب نے یزید، مسلم بن عقبہ اور حجاج کی تائید کی اور حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کو طعن و تنقید کا نشانہ بنایا حالانکہ کوئی صحابی رسول ﷺ بھی فاسق نہیں ہے۔ تو فرمایئے صحابہ کرام کے محب اور پیروکار سنی ہیں یا یزیدی۔

حضرت ابو شریح صحابی ؓ نے یزیدی گورنر عمرو بن سعید کو حرم شریف میں قتال سے روکنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پیش کیا۔ لیکن بجائے قبول کرنے کے عمرو بن سعید نے گستاخانہ جواب دیا کہ "میں تم سے زیادہ جانتا ہوں" عباسی صاحب بجائے اس کے کہ ایک جلیل القدر صحابی کے موقف کی تائید کرتے، ان کے مقابلہ میں عمرو بن سعید کی حمایت کی۔ تو فرمایئے صحابہ کرام کا متبع ہے سنی یا یزیدی؟

عباسی صاحب نے چار یزیدی کمانڈروں کو صحابی قرار دیا، حالانکہ وہ صحابی نہیں ہیں اور مدینہ منورہ کے جو صحابہ یزیدی لشکر کے مقابلہ میں تھے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ، حضرت عبداللہ بن مطیع ؓ، حضرت معقل بن یسارؓ وغیرہ ان کا صحابی ہونا ظاہر نہیں کیا بلکہ ان کو باغی اور فسادی قرار دیا۔ تو فرمایئے۔ اصحاب رسول ﷺ کا متبع کون ہیں۔ سنی یا یزیدی؟

تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والو

(وما علینا الا البلاغ)

حامیان یزید کو چیلنج

ہم پاک و ہند کے تمام حامیان یزید کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کربلا، حرہ اور محاصرہ مکہ کے واقعات ہائلہ کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی ثابت کردیں کہ انہوں نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین؟

بحث فسق یزید کا خلاصہ

مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی اور مؤلف خلافت معاویہ و یزید و تحقیق مزید محمود احمد صاحب عباسی نے یزید کے صالح و عادل اور زاہد و متقی ہونے پر جو دلائل قائم کئے تھے کتاب [1] ہذا کی تفصیلات میں اپنے اپنے موقع پر ان سب کا ابطال کردیا گیا ہے۔

(۱) یزید کا شخصی کردار کیا تھا۔ خود عباسی صاحب کی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ وہ شکار کھیلتا تھا اور زبردست شکاری تھا۔ نہ صرف شکاری کتوں بلکہ سدھائے ہوئے شکاری چیتوں کو بھی اپنے پاس رکھتا تھا۔ وہ موسیقی کا دلدادہ تھا۔ وہ اپنے حرم میں مغنیات (گانے بجانے والی عورتیں) بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک مغنیہ سلامہ کا قصہ خود عباسی صاحب نے لکھا ہے۔ احوص اور اس کا ناجائز تعلق تھا۔ شاہی محل کے ایک کمرہ میں ان دونوں کو اکٹھا رکھا گیا۔ اور خلیفہ یزید صبح تک ساری رات ان کو دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا رہا۔ لیکن ان کو اس کا علم نہ تھا، اس نے صبح کو بجائے سزا دینے کے ان دونوں کو انعام و کرام سے نوازا اور سلامہ کو احوص کے ساتھ بھیج دیا۔

(۲) دور یزید میں کربلا کا سانحہ پیش آیا جس میں بتاریخ ۱۰ محرم ۶۱ھ نواسہ رسول جوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مع اپنے رفقاء کے شہید کردیئے گئے۔

(۳) ۶۳ھ میں اہل مدینہ کا ایک وفد حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کی قیادت میں تحقیق حال کے لیے دمشق گیا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یزید کا کردار خراب ہے، شراب پیتا ہے اور نماز کا بھی پابند نہیں۔ واپس آکر انہوں نے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کردیا۔ جس کے نتیجہ میں واقعہ حرہ پیش آیا جس میں یزید کے حکم سے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں اہل مدینہ پر مظالم توڑے گئے۔ سینکڑوں صحابہ و

---

[1] "خارجی فتنہ" حصہ دوم، مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ

تابعین شہید ہوئے۔ بعض صحابہ ؓ کو گرفتار ہونے کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ یزید اور مسلم بن عقبہ خود حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کو ملحد، فریب کار اور فاسق قرار دیتے تھے۔ لیکن عباسی پارٹی پھر بھی حضرت ابن الزبیر ؓ کی مخالف اور یزید کی حامی ہے۔

(۴) مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کے بعد یزیدی کمانڈروں نے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی۔ منجنیقوں سے بیت اللہ کو نقصان پہنچا۔ آخر مرگ یزید کے بعد یزیدی لشکر واپس آ گیا۔

(۵) پھر عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف (مشہور ظالم ترین شخص) نے حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ کو قتل کرنے کے لیے ۷۲ھ میں مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا۔ منجنیقوں سے خانہ کعبہ پر سنگباری کی۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ کے منظور نظر یہ جلیل الشان صحابی حضرت ابن الزبیرؓ شہید ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ ان واقعات کی تفصیلات متعلقہ مباحث میں گزر چکی ہیں جن کا انکار حقائق کا انکار ہے۔

قول فیصل

اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام مخلص ہیں درجہ بدرجہ ان کو (حسب اعلان خداوندی ؓ) حق تعالیٰ کی رضا کی ابدی سند حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی صفت تزکیہ (وَيُزَكِّيهِمْ) کا فیضان ہر ایک کو حاصل ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اصحاب مدینہ نے محض دنیوی اقتدار کے حصول کے لیے یزید کی مخالفت کی۔ اور بہانہ یہ بنایا کہ یزید شرابی اور تارک نماز ہے۔ بلکہ انھوں نے اگر یزید کو شراب وغیرہ قبائح سے متہم کیا ہے تو پوری تحقیق و بصیرت کے بعد۔ اسی لیے انھوں نے حبر اُمت حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا موقف بھی قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے اجتہادی نظریہ کے تحت یزید کو بوجہ فاسق ہونے کے قابل عزل سمجھتے تھے۔ ان صحابہ کرام کا اختلاف اجتہادی تھا۔ ان کا اختلاف اس بنا پر نہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ تو اس کو صالح سمجھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ غلط فہمی سے اس کو فاسق قرار دیتے تھے؟ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر ؓ وہاں حق گوئی سے کام لیتے اور کھلم کھلا اعلان کر دیتے کہ یزید ہرگز فاسق نہیں بلکہ صالح و عادل ہے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن الزبیر ؓ بھی مخلص و متقی صحابی تھے۔ جن کے فضائل و مناقب ان

دونوں جلیل القدر صحابیوں نے بھی بیان فرمائے ہیں۔ کوئی سنی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے محض حصول اقتدار کے لیے یزید وغیرہ کی مخالفت کی تھی۔ پھر ان صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں یزید اور اس کے کمانڈر مسلم بن عقبہ وغیرہ تھے جو صحابی نہیں ہیں۔ اگر حمایت یزید میں جنگ کرنے والے صحابہ کرامؓ ہوتے تو پھر یہ مسئلہ اجتہادی نوعیت کا تھا۔ لیکن حرہ اور مکہ بلکہ کربلا کی جنگیں صحابہ کے دو گروہوں میں نہیں بلکہ صحابہ اور غیر صحابہ کے مابین لڑی گئیں ہیں۔ لہٰذا صحابہ کرامؓ کے موقف کو حق قرار دیا جائے گا، اور یزید وغیرہ کے موقف کو باطل اور پھر جب اصحاب مدینہ یزید کو فاسق قرار دے کر یہ جنگیں کر رہے ہیں۔ تو یقیناً یہ پہلو متعین ہو گیا کہ یزید فاسق تھا۔ اور اس کا فسق اتنا مشہور اور متفق علیہ ہے کہ کربلا، حرہ اور محاصرہ مکہ کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ انھوں نے یزید کو واضح طور پر صالح و عادل کہا ہو؟ بلکہ کتب فن، رجال میں سے بھی کسی ایک امام فن کا یہ قول نہیں ملتا کہ یزید صالح اور عادل تھا؟ اسی بنا پر صدیوں سے اہل سنت والجماعت کا یہ متفق علیہ مسلک چلا آرہا ہے کہ یزید فاسق تھا اور گو بعض حضرات نے اس کی تکفیر بھی کی ہے اور کئی اکابر امت نے اس پر لعنت کو بھی جائز قرار دیا ہے لیکن محتاط مسلک یہی ہے کہ لعن و تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ مگر اس کے فسق میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

حدیث مغفور لھم کی بحث

حامیان یزید عموماً بخاری شریف کی یہ حدیث یزید کے فاسق ہونے کی نفی میں پیش کیا کرتے ہیں: قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفورٌ لھم (بخاری کتاب الجھاد) نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (یعنی قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا ان کے لیے مغفرت ہے۔

فاضل سندیلوی صاحب بھی اپنے مکتوب محررہ ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ بنام مولانا غلام یحییٰ مرحوم میں لکھتے ہیں۔ پھر یہ کہ حدیث نبوی (بخاری شریف) جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر کو مغفورٌ لھم کی بشارت دی گئی ہے اس کے سپہ سالار امیر یزید ہی تھے جبکہ خود بخاری شریف نیز تاریخ ابن خلدون وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کی جو تاویلیں کی گئی ہیں وہ تار عنکبوت کے برابر بھی قوت نہیں رکھتیں۔

الجواب: زیر بحث مسئلہ تو یہ ہے کہ یزید فاسق تھا یا نہیں اور اس حدیث سے یہ کیونکر لازم آ گیا کہ یزید فاسق نہیں تھا کیا سندیلوی صاحب اتنا نہیں جانتے کہ فسق اور مغفرت دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی درجے میں فاسق تھا تو گو اس کو جہنم کی سزا ہو بھی جائے مگر آخر میں اس کی مغفرت ہو کر جنت نصیب ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾.

اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لیے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے (ترجمہ حضرت تھانویؒ)۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قرآن و حدیث و اجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور ہیں۔

(۲) حدیث کی مراد یہ ہے کہ جہاد قسطنطنیہ میں شریک ہونے والوں کے اس وقت تو گناہ بخش دیئے گئے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آئندہ بھی گناہ نہیں کریں گے؟ بلکہ اس کے بعد ان سے فسق و فجور اور گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ازالۃ الخفاء بحوالہ ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے:

ان رسول الله ﷺ قال من اكل طعاماً ثم قال الحمد لله الذى اطعمنى هذا الطعام ورزقنيه من غير حول منى ولا قوة غفرله ما تقدم من ذنبه ومن لبس ثوبا فقال الحمد لله الذى كسانى هذا ورزقنيه من غير حولٍ منى ولا قوة غفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کھانا کھایا پھر کہا الحمد لله الذى الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو۔ تو جتنے گناہ اس سے سرزد ہوئے وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے کپڑا پہنا پھر کہا الحمد لله الذى الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو۔ تو جتنے گناہ اس کے اگلے یا پچھلے ہوں گے وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ الخ"

(۳) مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ابوداؤد و ابن ماجہ یہ حدیث مذکور ہے:

عن ام سلمة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من اهل بحجةٍ او عمرة من

المسجد الاقصی الی المسجد الحرام غفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر ووجبت له الجنة۔ (مشکوٰۃ کتاب المناسک فی فریضۃ الحج)

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص حج یا عمرہ کا احرام مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام تک باندھتا ہے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

علامہ علی قاری حنفی محدث اس کی شرح مرقاۃ ج ۵ میں فرماتے ہیں: "ای من الصغائر" ان کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۴) نیز مشکوٰۃ شریف میں ہے:

وعن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا لقيت الحاج فسلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفورٌ له۔ (رواه احمد)

"اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تو کسی حاجی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کہو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے التماس کرو کہ وہ تمہارے لیے بخشش کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو۔ کیونکہ اس کی مغفرت ہو گئی ہے۔"

اب سابق شیخ الحدیث سندیلوی صاحب ہی فرمائیں کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے یا کپڑا پہنتے ہوئے وہ دعائیں پڑھے جو حدیث نمبر ایک میں مذکور ہیں۔ تو کیا اس کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے بعد اس سے گناہ سرزد نہیں ہوگا۔ یا حج کرنے والے کے لیے جو مغفورٌ له فرمایا ہے کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے بعد اس سے فسق و گناہ سرزد نہیں ہو سکتا تو اگر حدیث مذکور میں غفرلہ کے الفاظ حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد اس سے فسق کا صدور نہیں ہوگا۔ تو پھر بخاری کی حدیث مغفورٌ لهم کے الفاظ سے یہ کیونکر لازم آجاتا ہے کہ اس کے بعد اہل لشکر میں سے کوئی بھی گناہ نہیں کرے گا اور یزید اس کے بعد لازماً صالح اور عادل ہی رہے گا؟

(۵) مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبۃ میں ہے:

عن أسامة بن زيد عن النبي ﷺ في قول الله عزوجل فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابقٌ بالخيرات۔ قال كلهم في الجنة۔ (رواه البيهقي في كتاب

البعث والنشور)

"حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے متعلق کہ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔"

فرمایا کہ یہ سب جنت میں ہونگے۔ تو اس ارشاد رسالت سے بھی ثابت ہوا کہ ظالم لوگ بھی آخر کار جنت میں ہوں گے"۔ لہٰذا یزید کو مغفرت کا مستحق قرار دیتے ہوئے بھی اگر اس جہان کے اعتبار سے فاسق اور ظالم تسلیم کیا جائے تو اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ یعنی فسق اور مغفرت جمع ہو سکتے ہیں۔

(۶) پارہ ۲۲۔ سورۃ الفاطر رکوع ۴ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

روی البغوی بسندہ عن ابی عثمان النہدی قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرأ ھذا فقال قال رسول اللہ ﷺ سابقنا سابق ومقتصدنا ناج و ظالمنا مغفور لہ۔ (تفسیر مظہری)

"بغوی نے اپنی سند کے ساتھ ابوعثمان نہدی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا سابق سابق ہے اور ہمارا متوسط درجے کا نجات پانے والا ہے اور ہمارے ظالم (یعنی ہماری امت کے ظالم) کی مغفرت ہو جائے گی۔" (نیز الجامع الصغیر للسیوطی جلد دوم، ص ۲۹)

یہ حدیث اس بارے میں نص ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں جو ظالم لوگ ہیں ان کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ یہاں ظالم کے لیے مغفورٌ لہ فرمایا ہے۔ اور بخاری کی زیر بحث حدیث میں تمام اہل لشکر کے لیے مغفورٌ لھم فرمایا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظالمین کے لیے بھی رحمت للعالمین ﷺ نے مغفور لھم کی بشارت دی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ امت میں سے جن کو مغفور لھم کی بشارت دی گئی ہے وہ ضرور صالح اور عادل ہی ہیں۔ کیونکہ رسول پاک ﷺ نے ظالمین کو بھی مغفرت اور جنت کی بشارت دی ہے۔ اور بعض امتی اس بشارت کا مصداق ہو کر بھی فاسق ہو سکتے ہیں۔ اب جب تک فاضل سندیلوی اپنے علم و فضل کا سارا زور لگا کر یہ نہ ثابت کریں کہ مغفور لھم کی بشارت کا مستحق صرف صالح اور عادل امتی ہے نہ کہ فاسق و ظالم۔ اس وقت تک زیر بحث حدیث بخاری سے وہ یزید کا صالح اور عادل ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین؟

بشارت مغفرت اور بشارت رضائے الٰہی کا فرق

یہاں اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جس طرح حدیث مغفرت کا مصداق قرار دینے کے باوجود یزید کو فاسق و ظالم کہا جاسکتا ہے اسی طرح اصحاب رسول ﷺ کو بھی باوجود رضی اللہ عنہم ورضوانہ کی قرآنی بشارت کے فاسق وظالم کہا جاسکتا ہے یعنی اس وقت (مثلاً بیعت رضوان کے موقع پر) اللہ ان سے راضی ہوگیا تھا لیکن بعد میں جب انہوں نے مخالف شریعت افعال کا ارتکاب کیا، (العیاذ باللہ) تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگیا؟ کیونکہ مغفرت کی بشارت اور رضا کی بشارت میں فرق ہے۔ مغفرت کی بشارت سے دوام لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ مغفرت کی مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوسکتا ہے۔ البتہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ دوام کا ہو تو جدا بات ہے۔ جیسا کہ اصحاب بدر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی ہے کہ: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم (بخاری) ''تم جو چاہو کرو تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔'' اس میں مغفرت دائمی کے لیے اعملوا ما شئتم قرینہ ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اصحاب بدر گناہ بھی کرتے رہیں تو سیدھے جنت میں جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ان سے کوئی ایسا فعل سرزد ہی نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔ چنانچہ اہل جنت کو بھی اسی طرح کی بشارت دی گئی ہے کہ: ﴿ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ ﴾ (سورۂ صٰفّٰت : ۳۱) ''اور تمہارے لیے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارے نفس چاہیں گے۔'' لیکن جنت میں کوئی آدمی گناہ کی خواہش کر ہی نہیں سکے گا اور برعکس مغفرت کے اللہ تعالیٰ جب اپنی رضا کی بشارت دیتا ہے تو اس سے دوام ہی مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص سے راضی ہونے کا اعلان نہیں کرتا جو بعد میں اس کو ناراض کرنے والا ہو۔ لہٰذا صحابہ کرام کو بیعت رضوان کے سلسلہ میں یا دوسرے مواقع پر جو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی سند دی گئی ہے تو یہ اسی بنا پر ہے کہ وہ اس کے بعد کوئی ایسا فعل نہیں کریں گے جو اس کی ناراضگی اور غضب کا سبب بن سکے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارف القرآن (کراچی) فرماتے ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی بندہ سے راضی ہوسکتا ہے جس کے بارے میں اس کو معلوم ہے کہ وہ آخری عمر تک موجبات رضاء کو پورا کرے گا۔ اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے تو پھر کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا۔ (مقام صحابہؓ ص ۵۲۔۵۳)

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (سورة التوبه: ۱۰۰)

"اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا۔ اور وہ سب اس سے (یعنی اللہ سے) راضی ہوئے۔ اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس میں مہاجرین و انصار اور اُن کے متبعین سے اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان کر کے یہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے جنتیں تیار ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا ہمیشہ کے لیے ہے ورنہ یہ نہ فرماتے کہ مہاجرین اور انصار کے لیے جنتیں تیار ہیں کہ وہ ان میں داخل ہوں گے۔ اگر یہ احتمال ہوتا کہ وہ کوئی کام بعد میں رضائے الٰہی کے خلاف کریں گے۔ تو یہ نہ فرماتے کہ ان کے لیے جنتیں تیار ہیں۔ لہٰذا آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا اعلان ہمیشہ کے لیے ہے۔

اور امام ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ نے بھی لکھا ہے: من رضی الله عنه لم یسخط علیه ابدًا ان شآء الله تعالٰی۔ جس سے اللہ راضی ہو جائے اس سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وفیات

شیخ برکیو (سندھ) میں حضرت شیخ مدظلہم کے معتمد ساتھی مولانا علی محمد بھٹی صاحب ② جامعہ مظہریہ حسینیہ جہان سومرو کے طالب علم عاشق علی اور معشوق علی صاحب کی ہمشیرہ محترمہ اور جامعہ ہذا کے شعبہ کتب کے استاد محمد سومرو صاحب کی دادی صاحبہ ③ مُیاری (سندھ) میں خدا بخش سومرو صاحب کی والدہ ماجدہ ④ موہڑہ شریف (چکوال) میں مولانا حنظلہ صاحب کے والد ماجد ⑤ گوجرانوالہ میں ابومعاویہ حضرت مولانا نور حسین عارف صاحب کی والدہ محترمہ ⑥ سرگودھا میں قاری ممتاز حسین صاحب (خطیب جامع مسجد خاتم النبیین جہلم) کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی درخواست ہے۔ ادارہ